معاصر اسلامی تحریکات کا نظام تربیت و تزکیہ

ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی

(دوسری اور آخری قسط)

جمعیۃ العلما المسلمین الجزائر کا تربیتی نظام

اس تنظیم کا نظام تربیت امام عبدالحمید بن بادیسؒ کے اس اصول پر کارفرما تھا کہ: "عام مسلمانوں کی اصلاح اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ علما اپنی اصلاح نہ کرلیں۔ علما کی مثال امت کے دل سے دی جاتی ہے۔ جب دل درست ہوتا ہے تو پورا جسم تندرست ہوتا ہے اور جب دل فساد کا شکار ہو جاتا ہے تو سارا جسم فساد و بگاڑ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر ہم عوام کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو پہلے نظام تعلیم کو درست کرنا ہوگا"۔ (ترکی رابح عمارہ، حوالہ بالا، ص ۱۰۱)

یہی نقطہ نظر مولانا حمید الدینؒ فراہی (۱۸۶۳-۱۹۳۰) کا بھی تھا۔ وہ بھی خرابیوں کی جڑ علما کی فکری و عملی بے راہ روی کو قرار دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ جب تک ان کی اصلاح نہ ہو، کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ وہ پہلے علما کی اصلاح کرنا چاہتے تھے اور ان کی اصلاح کو مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عالم اسلامی کے تمام علما کو مخاطب بنانے کے لیے انھوں نے اپنے افکار کے اظہار کا ذریعہ عربی زبان کو بنایا تھا۔ (حمید الدین فراہی، تفسیر نظام القرآن، ترجمہ امین احسن اصلاحی، ص ۱۹-۲۰)

تعلیم و تربیت کے ذریعے اصلاح معاشرہ کے فریضے کی انجام دہی کے لیے جمعیۃ العلما المسلمین نے ساڑھے تین سو سے زائد مدارس قائم کیے جن سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب علما فارغ ہو کر نکلے۔ ان مدارس کے نصاب میں مندرجہ ذیل کتابیں داخل تھیں: ۱- قرآن کریم اور اس کی تفسیر۔ ۲- الموطا۔ ۳- عربی زبان و ادب اور اسلامی تہذیب سے واقفیت کے لیے بنیادی ماخذ۔ ۴- مقدمہ ابن خلدون۔ (محمد مصطفیٰ طحان، القیادۃ فی العمل الاسلامی، حوالہ بالا، ص ۶۳-۶۴)

ڈاکٹر عبیداللہ فلاحی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، بھارت کے شعبہ اسلامیات میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔

جمعیۃ العلما کا بنیادی تصور تھا کہ جزائری نوجوان کی گم گشتہ شخصیت کی بازیافت عرب اسلامی تشکیل پر موقوف ہے۔ ذہنی و فکری تعمیر کے بعد ہی جزائری عوام کو سیاسی و سماجی اور قومی تحریکوں میں شامل کیا جائے تاکہ عرب اسلامی تہذیب کے دائرے میں رہ کر وہ دفاع وطن کا فریضہ انجام دیں۔ اسی لیے **جمعیۃ العلما** کے افکار و نظریات میں "عروبہ" کے تصور کو کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ فرانس کی مستقل پالیسی یہ تھی کہ جزائری عوام کو عربی زبان سے کاٹ کر فرانسیسی زبان سیکھنے پر مجبور کرے۔ چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۳۸ کو پارلیمنٹ میں ایک قانون منظور کر کے عربی کو غیر ملکی زبان قرار دے دیا گیا۔ اسے **جمعیۃ العلما** نے جزائری قوم کی عزت و کرامت پر سنگین حملہ تصور کیا، چنانچہ امام عبدالحمید بن بادیس نے اس قانون کی خلاف ورزی کرنے کا اعلان کرتے ہوئے بیان جاری کیا:

> بخدا ہم اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کو خوب سمجھ چکے ہیں۔ ہم اسلام اور عربیت کے دشمنوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔ ہم نے یہ جنگ لڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم تمام مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود دین اسلام اور عربی زبان کی تعلیم و تدریس کو جاری رکھیں گے۔ ہمیں اس ارادے سے کوئی چیز باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم کسی قیمت پر اپنے ہاتھوں سے اس کا خون نہ ہونے دیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ انجام ہمارے ہاتھ ہو گا۔ خواہ مشکلات کی کتنی یورش ہو، فتح و نصرت ہمارا مقدر ہو گی، اس لیے کہ ہمارا اس پر مکمل ایمان ہے اور ہم اس کے عینی شاہد بھی ہیں۔ اسلام اور عربی زبان کو ہمیشہ باقی رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے خواہ پوری دنیا اس کی مخالف ہو جائے۔ (انور الجندی، **الفکر والثقافۃ المعاصرۃ فی شمال افریقیا**، حوالہ بالا، ص ۱۵۷)

دلچسپ بات یہ ہے کہ **جمعیۃ العلما المسلمین** کا یہ تربیتی نظام سیاست اور سیاسی مسائل و موضوعات سے کنارہ کش اور بیزار تھا۔ اس کے دستور میں یہ صراحت موجود تھی کہ: "یہ ایک دینی، اصلاحی اور تربیتی تنظیم ہے جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں" (حوالہ بالا، ص ۱۵۲)۔ اور تنظیم کی دس سالہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے صدر تاسیسی نے جمعیتہ کی مذہبی و اصلاحی ہیئت پر ہی زور دیا۔ انھوں نے فرمایا:

> امت مسلمہ میں کہیں ایسی علمی تنظیم قائم نہ ہوئی جس نے اہل بدعت کی پھیلائی ہوئی بدعتوں کا ان کے دینی و دنیوی اقتدار کے علی الرغم ایسا جم کر مقابلہ کیا ہو جیسا کہ الجزائر کی **جمعیۃ العلما المسلمین** نے کیا۔ اس کے آزاد و خود مختار علما نے، جو کسی وظیفہ خواری پر نہیں جیتے تھے، دس سال سے کچھ زیادہ مدت سے اصلاحی مہم کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس کی کامیابی کے لیے صرف اللہ کی

خاطر جہاد کیا ہے اور صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ انھوں نے الجزائر کی جمعیة العلما المسلمین جیسی دینی تنظیم قائم کی۔ یہاں تک کہ اللہ کے فضل و احسان سے یہ اصلاحی تحریک مضبوط بنیادوں پر مستحکم عمارت کی شکل میں قائم ہو گئی جس کی گھنی سایہ دار شاخیں اور ثمرات طیبہ نہ صرف الجزائر بلکہ پورے شمالی افریقہ پر سایہ فگن ہیں۔ (ترکی رابح عمارہ، حوالہ بالا، ص ۱۲)

تجزیہ نگاروں کی اس رائے سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ جمعیة العلما المسلمین کا یہ دینی اور غیر سیاسی ہیکل حکمت و مصلحت پر مبنی تھا۔ اور یہ کہ اس کے اغراض و مقاصد، مطالبات اور سرگرمیوں کا رخ سیاسی اصلاح اور دفاع وطن اور جنگ آزادی کی جانب بالکل واضح تھا مگر اس پر اصلاح عقائد، تشکیل مدارس اور تعمیر و تزکیہ نفس کے اہداف غالب اور حاوی تھے۔ (عبدالحمید بن بادیسؒ: الجزائر میں مسلم اصلاحی تحریک کے پیش رو، پروفیسر مسعود الرحمٰن خاں ندوی، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، ج ۱۶، شمارہ ۴، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۷، ص ۴۳۔۷۹)

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ عبدالحمید بن بادیسؒ اور جمعیة العلما المسلمین کی تحریروں میں اسلام اور عربیت دونوں لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ "عروبہ" پر فخر اسلام پر فخر کے مترادف تھا۔ اس "عروبہ" کا کوئی تعلق اس "عرب قومیت" سے نہ تھا جو بعد میں لعنت بن کر عالم عرب پر مسلط ہوئی اور اتحاد عالم اسلامی کی راہ میں سنگ گراں بن کر کھڑی ہو گئی۔

الاخوان المسلمون کا تربیتی نظام

اخوان المسلمون کا تربیتی نظام بڑا موثر، جان دار، حیات بخش اور انقلاب پرور تھا اور اس کی بڑی وجہ شیخ حسن البناؒ شہید (مرشد عام اول) کی جاذب نظر، پرکشش اور سحر انگیز شخصیت تھی۔ آپ کی ذات اسلامی تربیت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ سلسلہ حصافیہ سے وابستگی، اوراد و اذکار کے اہتمام اور وظائف و نوافل اور شب بیداری و تہجد گزاری سے خصوصی شغف نے آپ کی شخصیت میں بڑی دل آویزی پیدا کر دی تھی۔ مرشد عام نے خود ایک رسالہ مناجات تحریر کیا تھا جس میں تہجد اور رات کے پچھلے پہر کی نمازوں کی فضیلت، دعا و استغفار کی اہمیت اور اس سلسلے کی آیات و احادیث اور آثار کا تذکرہ کیا ہے۔ اخوانی کارکنوں میں یہ رسالہ بڑا مقبول ہوا اور تربیتی پروگراموں میں اس سے بڑے اہتمام اور ذوق و شوق سے استفادہ کیا گیا۔ مرشد عام کا ایک دوسرا رسالہ الماثورات ہے جس میں مسنون دعائیں اور اوراد و وظائف شامل ہیں۔ یہ دراصل امام نوویؒ کی تصنیف، الاذکار اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب، الکلم الطیب کے انتخابی حصوں پر مشتمل ہے۔ اخوان نے اس رسالے کو حرز جان بنایا اور اس کی ساری دعائیں یاد کر لیں اور صبح و شام انھیں دہرانے کو اپنا وظیفہ بنایا۔ (یوسف القرضاوی، التربیة الاسلامیة ومدرسة حسن البنا، ترجمہ اخوان

المسلمون کا تربیتی نظام' از عبیداللہ فہد فلاحی' اشاعت ۱۹۸۲' ص ۳۶۔ کتاب' المأثورات کا اردو ترجمہ' تزکیہ نفس' اوراد و وظائف کے ذریعے کے نام سے مکتبہ تعمیر انسانیت' لاہور سے شائع ہو چکا ہے)

الاخوان المسلمون نے تزکیہ نفس کے جو وسائل اختیار کیے ان میں ایک "احتسابی چارٹ" کی خانہ پری بھی ہے۔ اس چارٹ میں روز مرہ کی زندگی سے متعلق سوالات درج ہوتے ہیں۔ کارکن ان سوالات کو اپنے سامنے رکھے اور "ہاں" یا "نہیں" میں اس کا جواب دے تاکہ وہ خود محاسبہ کر سکے کہ اس نے اصولوں کی محافظت کی ہے یا اس سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے۔ محاسبے کا یہ عمل رات میں ہوتا ہے جب وہ دن بھر کے کاموں کو نمٹانے کے بعد بستر پر دراز ہوتا ہے۔ سوالات کی نوعیت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے:

- کیا آج تم نے تمام نمازیں وقت پر ادا کی ہیں؟
- کیا نماز باجماعت کا اہتمام کیا ہے؟
- کیا آج قرآن سے متعین کردہ حصے کی تلاوت کی ہے؟
- کیا مسنون دعاؤں کا آج تم نے اہتمام کیا؟
- کیا آج اپنے کسی بھائی سے محض اللہ کے لیے ملاقات کی؟ وغیرہ وغیرہ۔ (ایضاً' ص ۴۷)

مرشد عام نے اخوانی کارکنوں کو دس نصیحتیں کی ہیں جو الوصایا العشر کے نام سے معروف ہیں۔ یہ وصیتیں ہر اخوانی کے پاس محفوظ رہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ان کی روشنی میں اپنی سرگرمیوں کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ وہ ان وصیتوں میں کہتے ہیں:

۱۔ حالات خواہ کچھ ہوں' اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

۲۔ قرآن کی تلاوت کرو یا اس کا مطالعہ کرو یا اسے سنو یا اللہ کو یاد کرو' اپنا کوئی وقت بے فائدہ کاموں میں صرف نہ کرو۔

۳۔ فصیح عربی بولنے کی کوشش کرو اس لیے کہ یہ اسلام کا شعار ہے۔

۴۔ کوئی بھی معاملہ ہو' اس میں زیادہ بحث مت کرو اس لیے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

۵۔ زیادہ نہ ہنسو' اس لیے کہ جس دل کا تعلق اللہ سے ہو وہ سنجیدہ اور باوقار ہوتا ہے۔

۶۔ ٹھٹھا نہ کرو۔ مجاہد امت' کوشش اور محنت کے علاوہ کسی چیز سے واقف نہیں ہوتی۔

۷۔ مخاطب سے اپنی آواز بلند نہ کرو کہ اس میں رعونت پائی جاتی ہے اور مخاطب کو تکلیف ہوتی ہے۔

۸۔ افراد کی غیبت اور اداروں کی زخم کاری سے بچو اور خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

۹۔ اپنے جس بھائی سے ملو اس کا مکمل تعارف حاصل کرو چاہے وہ تم سے اس کا مطالبہ نہ کرے۔

اس لیے کہ ہماری دعوت کی بنیاد محبت اور باہمی تعارف پر ہے۔

۱۰- فرائض بہت ہیں اور وقت کم۔ دوسروں کی ان کے اوقات کے صحیح استعمال میں مدد کرو اور اگر کوئی کام ہو تو اسے جلد نمٹاؤ۔ (ایضاً، ص ۱۴۲)

الاخوان المسلمون نے جو تربیتی نظام وضع کیا اس کے مطابق ارکان کے چار درجے بنائے گئے۔ پہلا درجہ نصیر یا انصار کا، دوسرا درجہ مجاہد کا، تیسرا درجہ نقیب کا، اور چوتھا درجہ نائب کا۔ ان چاروں درجات کے اراکین کا علمی معیار، ان کے اوصاف و خصوصیات اور شرائط و فرائض کو ذیل کے تین جدولوں کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے: (جدول اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے)

توضیحات

۱- جدول نمبر ۱ میں انصار کے لیے بھی اصول ثلاثہ کے مطالعے کی سفارش کی گئی ہے اور نقیبوں کے لیے بھی۔ یہ کوئی تضاد نہیں ہے۔ پہلے درجے کے کارکن بس خلاصہ یاد کریں گے اور دوسرے درجے کے بھی داعی ان پر عبور حاصل کریں گے۔

۲- اخوان کے کارکن چار درجوں میں منقسم ہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں یہی لوگ مرشد کے جانشین ہوتے ہیں۔

۳- ہو سکتا ہے کہ کوئی کارکن علم و ثقافت میں آگے نکل جائے مگر اوصاف و فرائض میں پیچھے ہو یا علم و اوصاف میں ترقی کر لے مگر فرائض میں کوتاہ دست ہو یا فرائض میں تو چابک دست ہو مگر علم و اوصاف میں پسماندہ ہو۔ یہ تمام کیفیات نامطلوب ہیں۔

۴- بعض درجات میں پختگی کے لیے اساس کے طور پر حلقوں کا تذکرہ الگ جدول میں موجود ہے۔

۵- پہلے درجے کے دستور العمل میں ایمان کا خاص طور سے تذکرہ ہے۔ اگر کسی فرد میں فکری ژولیدگی، اشتباہ یا تشکیک کے جراثیم موجود ہوں تو اسے پہلے ایمان کامل کے حصول کی فکر کرنی چاہیے۔ اسے عقائد پر پختہ ایمان رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے قرآن اور حدیث کا مطالعہ لازم ہے۔ وہ قلبی سکون کے لیے ذکر کا سہارا لے۔

۶- دوسرا درجہ عملی و تنفیذی ہے۔ اس کی نشانی استاذ البنا نے بتائی ہے کہ یہ خالص صوفیانہ اور خالص سپاہیانہ ہے۔ اس میں غایت درجے کا نظم و ضبط اور سمع و طاعت ضروری ہے۔ اس کے لیے متعدد حلقوں کا اہتمام ضروری ہے: روحانی حلقہ، تاکہ کارکن عبادت گزار بنے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر حلقہ، تاکہ یہ فریضہ اس کے اخلاق کا جزو بن جائے، جسمانی اور ورزشی حلقہ، تاکہ اس کا جسم تنومند اور مضبوط رہے۔ روحانی حلقے میں پروفیسر سعید حویٰ کی کتاب، تربیتنا الروحیة

علم و ثقافت کا جدول (ایضاً ، ص مابعد ۱۵۲)

مضمون	پہلا درجہ نصیر/انصار	دوسرا درجہ مجاہد	تیسرا درجہ نقیب	چوتھا درجہ نائب
قرآن	ترتیل سے تلاوت کرنا' سورہ کہف' واقعہ' یس' تبارک الذی' عم پارہ کا ایک حصہ یاد کرنا	سورہ انفال اور توبہ کا مطالعہ اور ممکن ہو تو ان کو یاد کرنا	سورہ بقرہ کا مطالعہ و حفظ' علوم القرآن کے موضوع پر کسی مختصر کتاب کا مطالعہ	تفسیر کی جلدیں' فی ظلال القرآن کا مطالعہ
حدیث	امام نوویؒ کی چالیس حدیثیں اور مسنون دعائیں		کتاب الاذکار' ریاض الصالحین' علوم حدیث پر کسی کتاب کا مطالعہ	حدیث کی جلدیں اور اس کا تتمہ
اصول ثلاثہ	خلاصہ		اصول ثلاثہ سیریز	
فقہ	نماز' زکوٰۃ کی فقہ۔ کسی فقہ کی کتاب جیسے نور الایضاح کی خواندگی		شرح الکتاب کے منتخب حصے' مراقی الفلاح او کفایہ الاخیار' مبسوط فقہ	فقہ کا وسیع مطالعہ
اصول فقہ			اختلاف کے لیے فقہ کے اصول' دو فقہوں کی معلومات	اصول فقہ۔ ڈاکٹر ادیب صالح
توحید	اصول عقائد اور توحید کی اساسیات		شرح الجوہرہ یا عقیدہ کی اہم جلدیں	
تصوف	رسالہ المسترشدین		تربیتنا الروحیۃ	احیاء علوم الدین
عربی زبان			قطر الندی' البلاغۃ الواضحۃ لفظ کی صحت اور خطابت کی مشق کے لیے کسی کتاب کا مطالعہ	شذور الذہب' تحریری مشق
تاریخ اسلامی ' سیرت صحابہ	نور الیقین' تہذیب السیرہ' صور من حیاۃ الرسول		حیاۃ الصحابۃ' مذاکرات الدعوۃ والداعیۃ	رجلان عن الفتوحات الاسلامیۃ از رنجی□
موجودہ عالم اسلام			موضوع پر موجود لٹریچر کا مطالعہ	سارے لٹریچر کا مطالعہ
جدید ثقافت	شبہات حول الاسلام		مولانا مودودیؒ کی کتب	داعیان دین کی کتابوں کا مطالعہ
اسلامیات			جدید اسلامی تحریکات کے مصنفین کی کتب جن سے جدید افکار و نظریات کا مطالعہ بھی ہو سکے	معاشیات پر کتابیں جیسے ڈاکٹر نجار کی مدخل الی الاقتصاد الاسلامی
اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور منصوبے	من اجل خطوط الی الامام		التبشیر والاستعمار' الغارۃ البرو توکولات	مسلسل مطالعہ
فقہ الدعوۃ	الصراع بین الفکرۃ الاسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ		مدخل الی دعوۃ الاخوان المسلمین' رسالۃ التعالیم' جند اللہ ثقافۃ واخلاقاً	مختلف نظاموں' طریقہ ہائے کار اور دساتیر کا مطالعہ

اوصاف کا جدول (ایضاً، ص ۱۵۹)

اوصاف	مراحل
نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور جماعت کے لیے اپنی وفاداری کو خالص کرنا۔	پہلا درجہ نصیر / انصار
مومنوں کے لیے سراپا رحمت اور کافروں کے لیے سراپا غیظ و غضب۔ جان و مال کی قربانی اور تمام وفاداریوں کو جماعت کے لیے خالص کرنا۔	دوسرا درجہ مجاہد
حلم و بردباری، وقار و سنجیدگی جو کسی منصب کے لیے ضروری اور مناسب ہے۔ سخاوت و شرافت، سمع و طاعت، شجاعت و بے باکی۔	تیسرا درجہ نقیب
سچائی، امانت داری، اسلام کی مکمل اطاعت، ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کے آگے کامل سپر افگندگی، شعور، اشاعت دعوت اور تبلیغ دین، تعلیم و تربیت سے مکمل دلچسپی۔	چوتھا درجہ نائب

فرائض کا جدول (ایضاً، ص ۱۶۰)

خاص و عام اجتماعات میں شرکت، زکوٰۃ کی رقم جماعت کے حوالے کرنا، دعاؤں کا ورد کرنا، قرآن کے ایک متعین حصے کی تلاوت کرنا، نوافل و سنن کی نگہداشت، نماز چاشت اور تہجد کی عادت۔	پہلا درجہ نصیر / انصار
اس درجے کی خصوصیات و اوصاف کے تمام تقاضے، معروف میں مکمل اطاعت۔	دوسرا درجہ مجاہد
اطاعت کے لیے اس قیادت کے ہاتھ پر بیعت جو شورائی نظام سے ابھرے۔ کسی فرد کے بجائے پوری جماعت کی طرف آنے کی دعوت۔	تیسرا درجہ نقیب
جماعت کے اصولوں کی روشنی میں شوریٰ کی اکثریت کے فیصلوں پر صاد کرنا اور انھیں برضا و رغبت تسلیم کرنا۔	چوتھا درجہ نائب

الاخوان المسلمون نے ان تینوں درجات یا مراحل کے علمی و ثقافتی معیار کے تعین، اوصاف و خصوصیات کی نشان دہی اور فرائض و شرائط کی تکمیل کے تعین کے ساتھ ایسے حلقوں اور سرکلوں کی تشکیل کا بھی اہتمام کیا جن کی صحبت میں ہر درجے کا کارکن مطلوبہ اوصاف پیدا کر سکے اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں سہولت محسوس کر سکے۔ یعنی تربیت و تزکیے کے ذریعے وہ زمین، ماحول اور فضا میسر آجائے جس کی موجودگی میں دعوت دین کا بار گراں بہ سہولت اٹھایا جا سکے۔ ان تینوں درجات کے مختلف حلقوں کی تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل جدول دیکھیے:

حلقوں کا جدول (ایضاً، ص ۱۶۱)

یہ ممکن ہے کہ ایک حلقے میں پروفیسر سعید حویٰ کی کتاب 'من اجل خطوط الیٰ الامام' مکمل ہو جائے اور خصوصیات و اوصاف اور فرائض کا مطالعہ کرنے اور ان کا پابند بننے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر ممکن ہو اس درجے کے علمی و ثقافتی لٹریچر کی ہر کتاب کا مطالعہ حلقہ بنا کر کیا جائے۔	پہلا درجہ نصیر / انصار
۱۔ روحانی حلقہ، ۲۔ جذبات و احساسات کو تحریک دینے والا حلقہ، ۳۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی عادت ڈالنے کے لیے حلقہ، ۴۔ ورزش اور جسمانی تربیت کا حلقہ۔	دوسرا درجہ مجاہد
ایک حلقہ ہو جس میں حلقوں، محفلوں، خاندانی و گھریلو نشستوں اور اجتماعات اور تحریکی نشستوں کے انتظامات پر گفتگو ہو۔ اس حلقے میں پروفیسر سعید حویٰ کی کتاب 'المدخل الیٰ دعوۃ الاخوان المسلمین' کا مطالعہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔	تیسرا درجہ نقیب
ایسے حلقے کا اہتمام جس میں نائبین کے فرائض کی انجام دہی کی صلاحیت اور استطاعت پیدا ہو سکے اور اس حلقے کا انتظام بھی نائبین ہی کا شعبہ کرے۔	چوتھا درجہ نائب

مفید رہے گی۔

۷۔ تیسرا درجہ ہی صف اول اور تنظیم کے درمیان واسطہ فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح براہ راست کام کرنے والے افراد کی ٹیم بھی یہیں سے فراہم ہوتی ہے۔

۸۔ چوتھا درجہ مکمل وراثت کا درجہ ہے۔ یہاں کوئی حد بندی نہیں ہے۔ اسے تمام خصوصیات کا جامع اور فرائض کا نگہبان ہونا چاہیے۔ وہ تنظیم پر عقابی نگاہ رکھتا ہو تاکہ دھڑے بندی اور اندرونی تفرقے سے جماعت محفوظ رہے۔ (ایضاً، ص ۱۴۲-۱۴۳)

الاخوان المسلمون کے اس تربیتی نظام نے تحریک اسلامی کے ایسے کارکنوں کی پرورش کی جو رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی مکمل تصویر تھے۔ شیخ حسن البنا ہفتہ وار اجتماع یوم الثلاثا میں گفتگو کا آغاز محبت و اخوت کے رشتے میں منسلک ہونے اور یک جان دو قالب بن جانے کے ترغیبی کلمات سے کرتے اور اسے وہ محبت یوم الثلاثا کا نام دیتے تھے۔ اخوانیوں کے باہمی تعلقات میں اس گرم جوشی اور وارفتگی کو دیکھ کر کسی صحافی نے تبصرہ کیا تھا:

> یہ وہ جماعت ہے جس کے کسی کارکن کو اسکندریہ میں چھینک آ جائے تو اسوان سے یرحمک اللہ کی صدائیں سنی جاتی ہیں۔ (علامہ یوسف القرضاوی، التربیة الاسلامیه و مدرسة حسن البنا، حوالہ بالا، ص ۱۴۳)

۱۹۴۸ میں فلسطین میں یہودیوں کے خلاف مسلح جدوجہد اور جنگ میں اخوانی دستوں نے جو محیرالعقول کارنامے انجام دیے وہ اسی نظام تربیت کا ثمرہ تھا۔ طنطا کے ایک اخوانی عبدالوہاب البتانونی کو جہاد کا شوق دامن گیر ہوا تو اس کی راتوں کی نیند حرام ہو گئی۔ جذب و شوق کی اس مستی کی راہ میں دو رکاوٹیں تھیں۔ ماں جو باپ کی موت کے بعد اس سے ٹوٹ کر پیار کرتی تھی اور اس کی جدائی برداشت کرنے کو تیار نہ تھی، دوسری رکاوٹ اس کی کم سنی تھی کہ ہائی اسکول کے طلبہ کو جہاد پر جانے کی اخوان نے اجازت نہ دی تھی۔ عبدالوہاب کے شدید اضطراب اور نشہ جہاد کے سامنے اخوان کے ذمہ داران نے گھٹنے ٹیک دیے۔ وہ اس کی بوڑھی ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جہاد کی فضیلت اور مجاہدین کے مقام و مرتبہ پر ان سے طویل گفتگو کی۔ مسلم سورماؤں کے قصے سنائے اور ان کی ماؤں کے صبر و ضبط کے واقعات اور نمونے دل نشین انداز میں بیان کیے۔ یہاں تک کہ بوڑھی ماں نے پیار کے آنسو بہاتے ہوئے اسے جہاد میں شرکت کی اجازت دے دی۔ پھر علامہ یوسف القرضاوی، احمد عسال اور محمد طنطاوی، طنطا سے قاہرہ پہنچے اور مرشد عام کی خدمت میں ساری روداد کہہ سنائی اور اسے جہاد میں شرکت کی اجازت دینے پر مصر رہے۔ تاآنکہ شیخ حسن البنا نے منظوری دے دی۔ جہاد میں عبدالوہاب البتانونی شریک ہوا۔ اس نے ہتھیاروں کے ایک یہودی ذخیرہ کو

ڈائنامیٹ سے اڑایا اور اس آپریشن میں خود بھی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوا۔ (ایضاً، ص ۴۷)

استاذ کامل الشریف نے جہاد فلسطین کے بڑے عبرت آموز واقعات بیان کیے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ایک نوجوان مجاہد عبدالحمید خطاب کی ڈیوٹی معرکہ دیر العلم میں یہ لگائی گئی کہ وہ فوجی کیمپ کی حفاظت کرے اور میدان جنگ سے دور رہے۔ یہ سنتے ہی وہ بھڑک اٹھا، شدت جذبات سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ وہ پیہم اصرار کرتا رہا کہ معرکے میں شامل ہونے کی اسے اجازت دی جائے۔ مجبور ہو کر اسے اجازت دے دی گئی۔ اس کی تمنا بر آئی اور شہادت کی خلعت زریں اسے نصیب ہوئی۔ (ایضاً، ص ۷۶)

علامہ یوسف القرضاوی کا بیان ہے کہ اخوانی مجاہدین غسل کر کے اور وضو بنا کر میدان کارزار میں جاتے، دلوں میں ایمان کی گرمی ہوتی، جیبوں میں قرآن پاک کا نسخہ ہوتا اور ہاتھوں میں بندوقیں اور توپیں ہوتیں۔ ان میں سے کسی کو گولی لگتی تو وہ اللہ اکبر کہتا، کلمہ شہادت ادا کرتا اور پکار اٹھتا:

عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی (طٰہٰ ۲۰: ۸۴)

اے میرے رب، میں تیری بارگاہ میں جلدی پہنچ آیا تاکہ تو خوش ہو جائے۔

کسی اخوانی کی پنڈلی پر توپ کے کچھ ذرات پڑے اور پنڈلی کٹ گئی۔ اس کے ساتھی رونے لگے۔ اس کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ مطمئن اور فرحاں و شاداں اپنی کٹی ہوئی پنڈلی کو دیکھ رہا تھا اور صحابی خبیبؓ کا شعر اس کی زبان پر تھا۔

ولست ابالی حین اقتل مسلماً   علٰی ای جنب کان فی اللّٰہ مصرع

وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء   یبارک علٰی اوصال شلو ممزع

(مجھے کوئی پروا نہیں اگر میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاؤں، کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پچھاڑا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اگر وہ چاہے تو ان ٹکڑے ٹکڑے اعضا میں برکت اور بالیدگی پیدا کر دے!)۔ (ایضاً، ص ۷۷)

اس بحث کے آخر میں بطور خلاصہ دو باتیں گوش گزار کرنا ضروری ہیں:

۱۔ تحریکات اسلامی نے اپنی اپنی ضروریات و وسائل کے مطابق اپنا تربیتی نظام تشکیل دیا جس سے اسلام کے فریفتہ، اقامت دین کے شیدائی اور دفاع شریعت و وطن کے عاشق نوجوان تربیت پا کر نکلے اور دور جدید میں اسلامی نظام کی ترجمانی کی اور اپنا خون دے کر شجر دین کی آبیاری کی۔ مگر یہ بات ذہن سے اوجھل نہ ہونی چاہیے کہ جب تحریکیں عروج کے دور میں داخل ہوتی ہیں، ان کی شہرت و مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے تو مال و زر کے بندے، دنیا طلب انسان اور خام عناصر بھی اس میں داخل ہو جاتے ہیں جو زبان سے تو اقرار

کرتے ہیں لیکن ان کے دل ایمان سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ تاریخ کا فیصلہ ہے (ایضاً' ص ۱۷۰)۔ اس لیے یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ان تحریکوں کے تمام افراد مطلوبہ معیار تربیت پر پورا اترتے تھے۔

۲۔ تحریکات کے تجربوں سے واضح ہوتا ہے اور اسلامی تحریکوں کا سبق بھی یہی ہے کہ ایمان کے صحیح معنی قلب میں بیٹھ جائیں اور منزل واضح و روشن ہو تو ہر آن پر امن جدوجہد اور کفوا ایدیکم (النساء ۴: ۷۷)' "اپنے ہاتھوں کو روک رکھو" کی تعلیم و تلقین کے باوجود' وقت آنے پر یہ ایمان' خدا کے اذن سے پیچھے نہ رہے گا۔ اور ایمان کے معنی محدود ہوں یا منزل کا شعور نہ ہو تو لاکھوں کا مجمع بھی کلمے کے ورد کے باوجود' جہاد و شہادت کے فضائل سننے اور پڑھنے کے باوجود' ان مراحل سے آشنا نہ ہو گا (خرم مراد' خم زندگی' البدر کے آخر میں شامل مضمون' ص ۴۴۳)۔ اصل بحران فکر اور عقیدے کا بحران ہے۔ فکر و نظر میں کجی اور قرآن و سنت سے براہ راست رہنمائی حاصل نہ کرنا' اصل بیماری ہے جس میں آج مسلم امت مبتلا ہے۔ اس بحران سے ملت اسلامیہ کو نکالنا تحریک اسلامی کی ذمہ داری ہے۔ (یہ مقالہ تربیت' دعوت' خدمت کے موضوع پر ہونے والی ایک کارگاہ ورکشاپ (۸-۱۴ جون ۱۹۹۸) دہرہ دون' اترپردیش میں پڑھا گیا)

بہت سادہ اور آسان بات ہے
کہنے میں تو بہت ہی آسان ہے

ہر قاری' **ترجمان القرآن** کا ایک نیا قاری بنا دے۔
ہماری اشاعت دگنی ہو جائے گی'

ترجمان کا پیغام دو گنے افراد تک پہنچے گا۔

کیا یہ کرنے میں بہت ہی مشکل ہے؟

اس مبارک مہینے میں ایک خریدار بنا دیجیے۔

[اور ۷۰ خریدار بنانے کا ثواب لیجیے]